اُردو کے ابتدائی اسلامی لٹریچر کا جائزہ

طفیل احمد قریشی

زبان معاشرے میں افراد کے درمیان افہام و تفہیم کا ذریعہ ہوتی ہے کسی ایک سیاسی وحدت کے زیر اثر بسنے والے مختلف علاقوں کے لوگوں یا مقامی عوام اور بیرونی فاتحین کے میل ملاپ سے نئے الفاظ جنم لیتے ہیں اور ہوتے ہوتے روزمرہ کی گفتگو میں استعمال ہونے والے نئے الفاظ کا بہت سا ذخیرہ ایک زبان کا رُوپ دھار لیتا ہے۔ دنیا کی بیشتر زبانیں اسی طرح معرضِ وجود میں آئیں اور یہی صورت اُردو کے ساتھ بھی پیش آئی۔

اِس بّرِصغیر میں مسلمان خواہ دیبل اور سراندیپ کے ساحلوں پر لنگرانداز ہوئے ہوں یا درّۂ خیبر کے راستے آئے ہوں۔ وہ عربی بولتے ہوں یا فارسی لیکن جب اندرونِ ہند میں مختلف علاقوں میں پھیلے اور وہاں مستقل طور پر بس گئے تو اس کا لازمی نتیجہ افہام و تفہیم کے لئے ایسے الفاظ کا وضع ہونا تھا جو مقامی لوگوں اور نئے بسنے والوں کو ایک دوسرے سے قریب کریں۔ مسلمان جب شمالی ہند کے علاقوں میں گئے تو وہاں برج بھاشا اور مگدی بولی جاتی تھی اور جو مسلمان جنوبی ہند کے علاقوں میں بسے تو انہیں تلنگی سے سابقہ پڑا۔ عربی، فارسی، برج، بھاشا، مگدی، تلنگی اور دوسری زبانوں کے اختلاط سے جو زبان بولی اور لکھی جانے لگی اسے ہم اس دور کی اردو کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اردو ادب کے ذخیرے

جب ہم قدیم کتب کا مطالعہ کرتے ہیں تو افعال تو مگدی اور برج کے ملتے ہیں اور
ریں تقریباً پچاس فی صد مقامی زبانوں کے الفاظ ہیں اور باقی عربی و فارسی ہیں۔ جہاں
ے حروف کا تعلق ہے وہ مگدی کے ہیں۔ اس دور کے ادب میں جو اصطلاحات استعمال
ں وہ تقریباً سب اسلامی ہیں۔

اردو ادب کے سلسلہ میں اس ابتدائیہ کے بعد جو بات محلِ نظر ہے وہ اردو ادب
مذہبی لٹریچر کی ابتدا سے متعلق ہے۔ کسی بھی زبان میں نظم و نثر کی ابتداء اور ترویج میں
سم کے لوگوں کی کاوشوں کو قطعی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ شاعر اور مذہبی پیشوا۔ معاشرے
، شاعر جو کچھ دیکھتا ہے اور محسوس کرتا ہے یا جن حالات سے متاثر ہوتا ہے انہیں اپنے
زمیں بیان کرتا ہے۔ چونکہ شاعر کی زبان معاشرے کے مختلف گوشوں کی عکاسی
تی ہے اس لئے اس کا کلام زبان زدِ عام ہو جاتا ہے۔ دوسرا گروہ مذہبی راہنماؤں کا ہے
ں کا عوام سے براہِ راست تعلق رہتا ہے۔ انسان چونکہ کسی نہ کسی مذہب سے متعلق رہا ہے
ں لئے عقائد، معاملات اور عبادات و رسوم میں ہمیشہ اسے مذہبی رہنماؤں کی ضرورت
ں رہی ہے۔ جو مختلف مسائل پر عوام کو مذہبی افکار سے آگاہ کرتے رہے۔ اور اس طرح
تلف زبانوں کے نثری ذخیرے میں اضافہ ہوتا رہا۔

قدیم ہندوستان میں پنڈتوں، پروہتوں کے اشوک اور بھجن نے سنسکرت، یہودی
ر عیسائی ربیوں اور پادریوں نے عبرانی اور رقی کے نثری ذخیرے میں جو گرانقدر اضافہ کیا
ہ وہ محتاجِ بیان نہیں۔

اس برصغیر میں اسلام کی اشاعت کا سہرا صوفیاء علماء کے سر باندھا جا سکتا ہے۔ شہر
ں یا دیہات، سرسبز وادیوں کے قبہ و محراب ہوں یا کوہساروں کے غار اور سربکف
ہاڑوں کے دامن میں خانقاہ۔ غرض یہ کہ ہر جگہ صوفیاء و علماء براہِ راست عوام میں تبلیغ
ارشاد میں مصروف نظر آتے ہیں۔ اس وعظ و ارشاد اور افکارِ اسلامی کی ترویج کے لئے
ظاہر ہے وہ عوام میں مروجہ زبان ہی استعمال کرتے تھے جسے اس دور کی اردو کہا جا سکتا
ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نظم و نثر دونوں ہی میں صوفیاء کے وعظ و ارشاد، سلوک و طریقت اور

علماء کے فرائض و سنن، کلام و شریعت کا بے پناہ ذخیرہ اردو کے ابتدائی دور میں عوا
پھیلتا نظر آتا ہے۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق اب تک اردو زبان میں تقریباً ساڑھے چار لاکھ کتا
لکھی گئی ہیں۔ جن کا ایک چوتھائی حصہ مذہبی کتب پر مشتمل ہے۔ انجمن ترقی اُردو
"قاموس الکتب" کے عنوان سے جو مذہبی کتب کی فہرست مرتب کی ہے ان کی تعداد گ
۱۱۷۶۷
ہزار سات سو سڑسٹھ ہے، جن کا بیشتر حصہ اسلامی علوم کی کتب پر مشتمل ہے جو مختلف
مطابع سے شائع ہو چکی ہیں۔ ایسی کتب جن کے قلمی نسخے اب تک لائبریریوں کی زینت
ہوئے ہیں یا مختلف عجائب خانوں میں محفوظ ہیں یا امتدادِ زمانہ کی وجہ سے تلف ہو
ہیں ہزاروں ہیں۔ اس کے باوجود بھی پاکستان میں مختلف سرکاری اور نیم سرکاری ا
ذاتی کتب خانوں میں ہزارہا کتب اسلامی علوم پر موجود ہیں۔ یہ سب کتب علماء اور صو
کی قلمی کاوشوں کا عدیم المثال نمونہ ہیں جن کی مساعی سے اس برصغیر میں اسلامی افکار
ترویج ہوئی۔ آئیے ذرا اردو زبان میں ہم اپنے مذہبی ذخیرے کے ابتدائی دور کا مختصر
جائزہ لیں۔

اردو زبان کی تاریخ کا جائزہ اس حقیقت کی پردہ کشائی کرتا ہے کہ آٹھویں صد
ہجری کے آخر اور نویں صدی کے اوائل میں ہی اردو زبان دوآبہ دکن اور گجرات میں بو
جاتی تھی۔ ابتدا میں اس کی شکل گوکہ خسروؒ (المتوفی ۷۲۵ھ) کے اس کلام کی سی تھی

یار نہیں دیکھتا ہے سوئے من بے گنہ ہم ساتھ عجب روٹھ سے ہے

لیکن مذہبی نثری لٹریچر میں جو تصانیف سب سے قدیم معلوم ہوتی ہیں ان میں
شیخ عین الدین گنج علم کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ دکن کے ایک مشہور بزرگ عا
ہیں جو دلی میں ۷۰۶ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کے رسالے فرائض و سنن اور مختلف
مسائل میں بہت مشہور ہیں جن کی تعداد چالیس تک پہنچتی ہے۔ ویسے مختلف علوم پر
آپ کی طرف ایک سو بتیس (۱۳۲) کتابوں کی تعداد منسوب ہے۔[۱]

---

[۱] شمس اللہ قادری، تاریخ زبان اُردو، لکھنؤ، ۱۹۲۵ء۔ بحوالہ روضۃ الاولیا بیجاپور ص ۲۷۔

حضرت سید محمد گیسو دراز (المتوفی ۸۲۵ھ) خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے خلفائے کبار میں شمار ہوتے ہیں تصوّف میں آپ کی تیس سے زیادہ تصانیف ہیں۔ ان میں "ہدایت نامہ" اور معراج العاشقین" مشہور بھی ہیں اور ضخیم بھی۔ ملتقط کے نام سے آپ نے قرآن پاک کی ایک تفسیر بھی لکھی جس میں تصوّف وسلوک کا رنگ نمایاں ہے۔

خواجہ کے بعد آپ کے نواسے سید محمد عبداللہ الحسنی نے شیخ عبدالقادر جیلانی[1] کے ایک رسالہ کا دکنی اردو میں ترجمہ کیا جو نشاط العشق کہلاتا ہے۔ اردو جب گجرات پہنچی تو گوجری یا گجراتی کہلائی۔ چنانچہ گجرات کی اردو میں پہلا کلام شیخ بہاؤالدین باجن (المتوفی ۹۱۷ھ) کا ملتا ہے۔ ان کے بعد شیخ خوب محمد چشتی (المتوفی ۱۰۲۳ھ) کی خوب ترنگ صوفیانہ مثنوی کی بہترین مثال ہے۔ اس کتاب کے بارے میں شیخ فرماتے ہیں[2]

خوب ترنگ اس دیا خطاب   مدح رسول اللہ باب

بیجاپور کے صوفیا میں حضرت میراں جی (المتوفی ۹۰۲ھ) امیر خسرو ثانی کہلاتے ہیں، اردو نثر اور نظم میں آپ نے متعدد رسالے لکھے، ان میں گنج عرفان، شہادت التحقیق بہت مشہور ہیں۔ ان رسالوں میں حقیقتِ روح، توحید و الحاد نیز اخلاق و تصوّف کے مختلف مسائل پر بحث کرتے ہیں۔ ۱۰۷۷ھ میں شاہ ملک بیجاپوری نے دینی مسائل پر دکنی نظم میں ایک رسالہ لکھا جس میں زیادہ تر نماز کے فرائض و احکام کی بحث کی ہے، بلوم ہارٹ نے تو اس کا نام شریعت نامہ لکھا ہے لیکن شمس اللہ قادری کے نزدیک محقق یہ ہے کہ اس رسالہ کا نام احکام الصلوٰۃ تھا[3]۔ شیخ امین الدین (المتوفی ۱۰۸۵ھ) حضرت میراں جی کے پوتے ہیں جواہر الاسرار کے نام سے پانچ سو صفحات پر مشتمل مجموعہ آپ نے

---

[1] شمس اللہ قادری، تاریخ زبان اردو، لکھنؤ، ۱۹۲۵ء۔ بحوالہ روضۃ الاولیاء بیجاپور۔
[2] ایضاً۔ [3] ایضاً ص ۸۸۔

تیار کیا ۔ اس میں مختلف مثنویاں ہیں جن میں رموز السالکین، محبت نامہ، مفتاح التوحید، رسالہ قربیہ اور رسالہ وجودیہ بہت مشہور ہیں[۱] ۔

روضۃ الشہداء ملا حسین واعظ کاشفی کی تصنیف ہے ۔ یہ کتاب فارسی زبان میں لکھی گئی اس کے متعدد تراجم ہوئے ۔ دکنی نظم میں اس کا پہلا ترجمہ سیبا بیجاپوری نے ۱۰۹۲ھ / ۱۶۸۰ء میں کیا ۔ ان کی ایک مشہور تصنیف قانونِ اسلام ہے ۔ جس میں احکامِ شرعیہ اور مختلف مسائل پر بحث کی گئی ہے ۔ اسی سال حنفی فقہ کی ایک کتاب "کنزالمؤمنین" لکھی گئی جس کے مصنف سید شاہ عابد حسین (المتوفی ۱۰۹۳ھ) ہیں ۔ اسی دور کی ایک مشہور کتاب شمائل الاصفیاء دلائل الاتقیاء کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جس کا ترجمہ میراں یعقوب نے بقول سکسینہ ۱۰۷۸ھ اور بقول مولوی ضامن علی ۱۰۸۳ھ / ۱۶۷۲ء میں کیا[۲] ۔ اسی زمانے میں سید محمد قادر کے رسالہ جات وحدت الوجود وغیرہ پر لکھے گئے ۔ شاہ راجو کا رسالہ تصوف، وجہی گولکنڈوی کی تاج الحقائق اسی دور کا مذہبی لٹریچر ہے ۔

گیارھویں صدی ہجری کے آخر تک کے مذہبی لٹریچر کا یہ مختصر سا جائزہ لینے کے بعد جب ہم نتائج کی طرف آتے ہیں تو دو باتیں بڑی شدت سے محسوس کرتے ہیں ۔ پہلی بات تو یہ کہ اردو کے ارتقاء میں ایک طرف مذہبی لٹریچر نے جو کردار ادا کیا وہ اردو کی تاریخ میں اہم ترین بنیادی شے ہے بلکہ بقول ڈاکٹر آفتاب احمد صدیقی " اُردو کے (اس) پہلے دور کو اگر ہم مذہبی دور کہیں تو بے جا نہ ہوگا"[۳] ۔ دوسری جانب ہم ان علماء اور صوفیاء کی مساعی پر داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے جن کے قلم اور زبان کی بدولت اس برصغیر میں اسلام کا نور ہر طرف پھیلا ۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس لٹریچر نے اصطلاحات کے معاملے میں ہندؤں کے مذہبی لٹریچر کو بھی بہت متاثر کیا ہے ۔ پتیال   ، گھنگھور، پدماوت، رانی کیتکی گو کہ اردو کی قدیم کتابیں ہیں، اور ہندو دیومالا سے متعلق ہیں لیکن لطف کی بات

---

[۲] ، [۳] بحوالہ شبلی ایک دبستان، ص۵۲ ، ڈھاکہ ۔

ہے کہ ان میں اصطلاحات زیادہ تر اسلامی تصوف ہی کی استعمال کی گئی ہیں ۔ دیاشنکر
منوی "گلزارِ نسیم" کے چند ابتدائی اشعار ملاحظہ فرمائیے ؎

ثمرہ ہے قلم کا حمدِ باری ہر شاخ میں ہے شگوفہ کاری
کرتا ہے یہ دو زباں سے یکسر حمدِ خدا اور مدحتِ پیمبر
پانچ انگلیوں میں نغمہ زن ہے گویا کہ مطیعِ پنجتن ہے

اگرچہ یہ کلام بعد کا ہے لیکن اردو زبان میں اسلامی لٹریچر کے گہرے اثرات ہندؤں
بتدائی تحریروں میں نظر آتے ہیں۔

اُردو کے اس ابتدائی دور یعنی گیارھویں صدی ہجری کے بعد اردو نظم و نثر کی
ں کا تریں دور شروع ہوتا ہے جس میں سرسید، مولوی احمد شہید، علامہ شبلی،
ں، مولوی چراغ الدین، مولوی محمد باقر، مولانا محمد حسین آزاد، اور دوسرے
ماہیر علماء ہند اسلامی علوم مثلاً ترجمہ قرآن، تفسیر، اصولِ تفسیر، فقہ، اصول فقہ،
یث، اصولِ حدیث، اسماء الرجال، عقائد، کلام، فلسفہ، تصوّف، سیرت و سوانح،
یرہ میں تصانیف کرتے یا مشہور عربی و فارسی کتب کے تراجم کرنے میں مصروف نظر آتے
ں ۔ فی الواقع ان آخری صدیوں میں شائع ہونے والا اسلامی کتب کا یہ بے بہا
نیرہ انہی بنیادوں پر ایک شاندار عمارت ہے جنہیں اردو ادب کے ابتدائی
دور میں برصغیر کے علماء و صوفیاء نے اردو ادب کی زمین پر اپنی انتھک محنتوں
سے رکھا تھا ۔